ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی سماجی فکر اور معاصر دیہی اقتصادیات کا معیار زندگی پر اثرات کے حوالے سے ایک علمی اور معروضی جائزہ

An Empirical Explaination of Social Thought of Shah Wali Ullah and Contemporary Rural Economics Impacts on Quality of Living

Abdul Waheed Khan*
Abdul Waheed Khan, PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar

Dr. Muqaddusullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar

Amir Aziz
M.Phil Scholar, Department of Islamic Theology, Islamia College Peshawar

Abstract:

This study provides an empirical analysis of Shah Wali Ullah's social thought and its relevance to contemporary rural economics, focusing on its impact on the quality of living in rural communities. Shah Wali Ullah, a prominent 18th-century Islamic scholar, emphasized the principles of social justice, economic equity, and communal welfare. The research examines how his social thought can be applied to address modern challenges in rural economic development, including poverty, inequality, and sustainable livelihoods. By integrating insights from Shah Wali Ullah’s teachings with contemporary rural economic strategies, the study explores the ways in which agricultural productivity, local markets, social capital, and policy interventions contribute to improving quality of life in rural areas. The findings suggest that a synthesis of Shah Wali Ullah's ethical framework with current rural economic practices can foster more inclusive development and enhance well-being in rural populations.

Keywords: Shah Wali Ullah, Social Thought, Rural Economics, Quality of Living, Social Justice, Economic Equity, Sustainable Development, Rural Communities, Agricultural Productivity, Socio-Economic Impact

تعارف اور تمہید:

اقتصادیات کا مطالعہ شاہ ولی اللہ کی سماجی فکر اور اس کی عصری دیہی معاشیات سے مطابقت کا تجرباتی تجزیہ فراہم کرتا ہے، اور دیہاتوں میں معیار زندگی پر اس کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے ایک ممتاز اسلامی اسکالر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے افکار کی روشنی میں سماجی انصاف، معاشی مساوات اور دیہی اقتصادیات کو پروان چڑھانے کے اصولوں پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون

* Email of corresponding author: wmuavia@gmail.com

اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ کس طرح دیہی اقتصادی ترقی میں غربت، عدم مساوات اور پائیدار معاش سمیت جدید چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ان کی سماجی سوچ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کی بصیرت کو عصری دیہی معاشی حکمت عملیوں کے ساتھ مربوط کر کے مطالعہ ان طریقوں کی کھوج کرتا ہے جن میں زرعی پیداوار، مقامی منڈی، سماجی سرمایہ، اور پالیسی مداخلتیں دیہی علاقوں میں معیار زندگی کو بہتر بنانے میں معاون ہیں۔ اس تحقیق کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کے اخلاقی ڈھانچے کی موجودہ دیہی معاشی طریقوں کے ساتھ ایک ترکیب زیادہ جامع ترقی اور دیہی آبادیوں میں فلاح و بہبود کو بڑھا سکتی ہے۔

اقتصادیات کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

اقتصادیات اقتصاد کی جمع ہے اور یہ قصد یقصد باب نصر ینصر سے ہے بمعنی قصد کرنا، ارادہ کرنا اور میانہ روی، اعتدال اور اچھے چلن کے لئے آتا ہے۔ امام اصفہانی لکھتے ہیں: القصد استقامۃ الطریق یقال قصدت قصدہ ای نحوت نحوہ ومنہ الاقتصاد[1]۔ (ترجمہ): القصد کے معنی راستے کا سیدھا ہونا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے قصد کیا یعنی سیدھا اس کی طرف گیا اور قصد سے ہی اقتصاد ہے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: القصد فی المعیشۃ ان لایسرف ولا یقتر۔[2] (ترجمہ): معیشت میں قصد سے مراد یہ ہے کہ اسراف اور بخل دونوں سے بچا جائے۔ المعجم الاقتصادی الاسلامی میں لکھتے ہیں: الاقتصاد علم یبحث فی کل یتعلق بالثروۃ والمال والتکسب والتملک والانفاق، و یبحث ایضاً فی مسائل الانتاج والاستثمارومسائل الانتفاع والخدمات ومسائل الغنی والفقر۔[3] (ترجمہ): علم اقتصادیات ایک ایسا علم ہے جو ہر اس چیز سے بحث کرتا ہے جو مال وزر، کمانے، مالک ہونے اور خرچ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مال و پیداوار بڑھانے، نفع حاصل کرنے، خدمات اور فقر و غناء کے مسائل پر بھی بحث کرتا ہے۔

اقتصادیات اور معاشیات کی اصطلاحات بہت بعد میں متعارف ہوئیں لیکن مسلم مفکرین نے اس کے بارے میں تفصیلات بہت پہلے بیان کی ہیں۔ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی مال کو اقتصادیات کا بنیاد قرار دیتا ہے۔[4] امام غزالی اقتصادیات کو کھانے پینے کے لئے کمانے کے صحیح طریقوں کو اختیار کرنے سے جوڑتا ہے۔[5] ابن خلدون رزق کے حصول کے لئے تگ و دو اور سعی و کوشش کو اقتصادیات قرار دیتا ہے۔[6] علمی اصطلاح میں وسائل کی دریافت کو اقتصادیات کہتے ہیں، جو دولت اور ثروت کو وجود میں لانے کے مؤثر طریقے، اس کو درست مصرف میں خرچ کرنے اور اس کو ضائع کرنے کے اسباب کی نشان دہی کر کے ان سے بچنے کی تدابیر کر سکیں۔[7] اسی بناء پر علم الاقتصاد کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ علم الاقتصاد وسائل کے مالہ وماعلیہ سے بحث کرتا ہے۔ کہ وسائل کیسے پیدا کئے جاتے ہیں اور کیسے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے صحیح اور غلط ہونے پر مطلع کرتا ہے کہ وسائل کا استعمال کس نہج پر رواں دواں ہے۔ اقتصادی نظام اسلامی نظام حکومت کا باقاعدہ ایک شعبہ ہے۔ جس پر ہم یہاں بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک ایسا نظام معیشت ہے جو مخلوق خدا کے بود و باش کی دنیوی ضروریات اور عملی اقتصاد کے لئے ایک بہترین پروگرام رکھتا ہے۔ جو انسانوں کو خداء حقیقی کے ساتھ صحیح تعلقات استوار کرنے کا راہ عمل اور ان کے کیرکٹرز اور اخلاق کو بلندی عطا کر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمام انسانوں کے لئے یکساں نظام معیشت کا کفیل اور طبقاتی نظاموں کے خلاف ایک عالمگیر اخوت کی نوید بن رہا ہے۔ اور اقتصادی نظام ان اصول اور قوانین سے عبارت ہے جن کو اپلائی کر کے مسلمانوں نے اپنے ادوار حکومت میں اپنے اور بیگانے سب لوگوں سے خراج تحسین وصول کر چکیں ہیں۔ صنعتی انقلاب کے بعد بلکہ گذشتہ دو صدیوں سے علم اقتصادیات نے اتنی

ترقی کر لی ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک قومی اور بین الاقوامی منصوبوں کی تکمیل کے لیے اس علم کے وضع کردہ قواعد اور اصولوں کا جاننا اور ان کو اپلائی کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ صنعت اور حرفت ہو یا زراعت، بر آمدات اور در آمدات ہو یا تعلیم اور مواصلات، غرض یہ کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو علم اقتصادیات سے اخذ فیض میں خوشہ چیں نہ ہو اور ان شعبوں کے ماہرین اپنی منصوبہ بندیوں میں اقتصادی مشیروں کا تعاون حاصل نہ کرتا ہو۔[8]

دیہی اقتصادیات:

ڈاکٹر مقدس اللہ نے دیہی اقتصادیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اقتصادیات کا مفہوم معیشت سے وسیع ہے۔ انسان زندگی گزارنے کے لئے اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پانی، ہوا، خوراک، ایندھن، مویشی، چراگاہیں، رہن سہن، مکان، کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات انسان کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ یہ ساری چیزیں اسباب کے درجے میں اختیار کرنے ضروری ہوتے ہیں جن کو معیشت کہتے ہیں۔ معیشت کی ایک اہم نشان راہ زراعت ہوتی ہے۔ زراعت کے تمام شعبے مثلاً زمین، مویشی، فوڈ کراپس، پانی، کیش کراپس، پول ٹریز، فیشری، پہاڑ، آب پاشی کا نظام، بارش، آلات زراعت و معیشت، ترقی دینے کے اسباب، زمین، سرمایہ، مارکیٹ، خرید و فروخت، رسد، سپلائی، وغیرہ یہ ساری چیزیں جب مجموعی طور پر زندگی گزارنے کو آسان اور سہولت دہ اور خوشحال بنا دیتی ہیں اور جب معیشت اپنے تمام عوامل کے ساتھ مجموعی خوشحالی اور بلند معیار زندگی سے ہمکنار کر دیتی ہے تو یہ پورا مجموعہ جو معیار زندگی کو بہتر اور رہن سہن کے اہداف کو حاصل کرتا ہے تو اس کو ہم اقتصادیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ تو اقتصادیات معیشت کا بھی احاطہ کرتے ہیں معیشت کے طرق کا بھی، اس کے نتائج کا بھی، پائیدار ترقی کا بھی اور زندگی کو نمو اور ترقی دینے کا بھی احاطہ کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے اقتصادیات سامان زیست سے بڑھ کر مجموعی طرز حیات اور معیار زندگی کا رخ اختیار کرتا ہے۔"[9]

آپ نے مزید فرمایا: "اقتصادیات اور معیشت الفاظ مترادفات میں سے ہیں۔ آجر، اجیر، سرمایہ اور محنت جب آپس میں یہ چیزیں ملتی ہیں تو ان سے پیداوار پیدا ہوتا ہے۔ پیداوار سے منافع اور صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں اس کو معیشت کہتے ہیں۔ جب مجموعی طور پر زندگی میں بلند طرز حیات، خوب صورت بود و باش، امن و سکون، دیہی پائیدار ترقی اور شہری پائیدار ترقی کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں اور روایتی طرز حیات جب اس کا احاطہ کر ڈالتی ہے تو مجموعی طور پر اس کو اقتصادیات کہتے ہیں۔"[10]

اقتصادیات کا اسلامی تصور:

اسلام کے اقتصادی نظریئے کے حوالے سے کسب حلال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ قیامت میں اس کے بارے میں باقاعدہ تمام انسانوں سے یہ سوال کیا جائے گا کہ مال کہاں سے اور کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا: وعن ماله من این اکتسبه و فیما انفقه۔[11] مال کہاں کہاں سے کمایا اور کونسے کاموں میں خرچ کیا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗؕ-بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۔[12]

اپنے رب کے رزق میں سے کھاؤ، اور اس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر ہے اور بخشنے والا رب ہے۔

اور سورۃ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔[13]

اللہ نے جو کچھ حلال اور پاک مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کھاؤ۔

اسی مقام پر آگے ارشاد ہوتا ہے:

یاایھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْالِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْن[14]

اے ایمان والوں! ہماری عطا کی ہوئی پاک چیزوں میں سے کھاؤ، اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کلُوْا مِماَ فِی الْاَرْض حَلٰلا طَیّباًوَّلاَتَتّبِعواْ خُطوٰتِ الشّیْطٰنِ اِنَّہ' لَکُمْ عَدُو مُّبِیْن[15]

اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال اور پاکیزہ ہے ان میں سے کھاؤں، اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَاالرُّ سُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صاَ لِحاَ اِنِّیْ بِماَ تَعْمَلُونَ عَلِیْم[16]

اے پیغمبروں! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو کہ میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت کی تعلیم کے لئے اپنے رسولوں کو مخاطب کرکے پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم دیا اور اس کے بعد نیک عمل کرنے کا حکم دیا۔ اور اعمال صالحہ اور عبادات کو ان پاکیزہ چیزوں کے کھانے پر موقوف فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حلال مال کے استعمال سے عبادات اور نیک اعمال کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور ان کو شرف قبولیت عطا ہوتا ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ.[17]

(ترجمہ): ہم نے ہی ان کی دنیا کی زندگانی میں ان کی روزی ان کے درمیان تقسیم کی ہیں، اور بعض کو دوسرے بعض سے بلند کیا ہے، تاکہ آپس میں ایک دوسرے کے ماتحت بنیں۔ اور آپ کے رب کی رحمت بہت بہتر ہے اس سے جسے یہ لوگ جمع کرتے پھرتے ہیں۔

اور ارشاد ہے: وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۔[18] (ترجمہ): اور ہم نے دن کو روزگار کے لئے بنایا۔ یعنی دن کو روشن اس لئے بنایا تاکہ لوگ اپنے لئے فکر معاش میں سعی و کوشش کر سکیں۔ ایک مقام پر مال اور معاش تلاش کرنے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[19]

(ترجمہ): پھر جیسے ہی نماز پوری ہو چکتی ہے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو خوب یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہاں پہلے عبادت کا حکم ہے، اس کے بعد فکر معاش کا حکم دیا ہے۔[20]

اجتماعی اور انفرادی طور پر اقتصادیات کی اہمیت:

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مختلف مقامات پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ انسان کی اخلاقی زندگی کا انحصار اس کی اقتصادی زندگی کے بہترین انتظام اور انصرام پر ہوتا ہے۔مثلاً ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "جب انسانوں کو ظلماً اقتصادی تنگی پر مجبور کیا جاتا ہے اور گدھے اور بیلوں کی طرح روٹی حاصل کرنے کے لئے کام کرتا ہے۔ توانسانیت کے اجتماعی اخلاق برباد ہو جاتے ہیں۔جب ایسی مصیبت انسانوں پر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے نکالنے کے لئے کوئی راستہ نکال لیتا ہے۔اور اس کا الہام بھی کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔اسی اصول پر فرعون کی ہلاکت اور قیصر وکسریٰ کی تباہی کے منظر نامے نبوت کے لوازمات میں سے شمار ہوتی ہیں۔"[21]

اگر انسانی زندگی کو اس کی اقتصادی زندگی کی ضروریات سمیت اس کی اعلیٰ اور ترقی یافتہ شکل تک تمام ضروریات کو اگر ایک ہی سلسلہ کی کھڑیا سمجھ لی جائیں۔تو ایسی زندگیوں کے لئے جو بھی فلسفہ بنے گا وہ ایک مکمل فلسفہ ہو گا۔اور وہ بحیثیت مجموعی اس کے لئے ایک مؤثر نظام مرتب کرے گا۔تو اجتماعی زندگی کے لئے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک اقتصادی نظام ہونا چاہئے۔چنانچہ جب انسان فارغ البال ہو گا اور اس کی حیوانی ضروریات پوری ہوں گی اور وہ روٹی کپڑا مکان کے دھندوں سے فارغ ہو گا تب جا کر وہ اپنی استعدادوں کو بروئے کار لا کر بلند لطائف کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو سکے گا۔اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ اگر کوئی نظام فکر اور کوئی فلسفہ انسانی اقتصادی ضروریات کو نظر انداز کرتا ہے تو وہ فلسفہ اور فکر نہ تو مکمل ہے اور نہ ہی صحیح ہے۔[22]

اقتصادیات اور اخلاق کا باہمی تعلق:

شاہ صاحب نے انسانی اخلاق پر اقتصادیات کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اعلم ان الخواطر التي يجرها الانسان فی نفسه و تبحثه على العمل بموجبها لاجرم ان لها اسبابا۔۔۔ومنها مزاجه الطبيعي المتغير بسبب التدبير المحيط به من الاكل والشرب ونحو ذلك كالجائع يطلب الطعام والظمآن يطلب الماء والمغتلم يطلب النساء ورب انسان يائگل غذاء يقوى الباء ة فيميل الى النساء و يحرث نفسه باحاديث يتعلق بهن و تصير هذه محيجة على كثير من الافعال و رب انسان و يقوى غذاء شديدا فيقو قلبه فيجترى على القتل ويغضب في كثير مما لا يغضب فيه غيره ثم از ا ارتاض هذا نانفسهابالصيام والقيام أوشاباً وكبرا او مرضا مرضاً مرتعاءً نقيرا كثر ما كانا عليه ورقت قلوبهما و عفت نفوسهما "۔[23](ترجمہ): " جان لو کہ انسان کے دل میں جو خواطر اور خیالات آتے ہیں، جو اسے اعمال پر ابھارتے ہیں ان کے کئی اسباب ہیں۔۔۔ ان میں سے ایک طبعی مزاج ہے جو انسان کے اقتصادی ماحول کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے۔مثلاً بھوکے کو کھانے کی اور پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، شہوت چڑھا نوجوان عورت کی تلاش میں ہوتا ہے۔کئی افراد ایسی غذا استعمال کرتے ہیں جو قوت باہ کو بڑھا دیتی ہے ،اور عورتوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں ۔ ان کا نفس ان کو شہوانی خیالات پر ابھارتا ہے،اور پھر ان کو ایسے خیالات نفسانیت اور شہوانیت والے افعال کے ارتکاب پر آمادہ کرتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ سخت غذا کھاتے ہیں،توان کا دل سخت ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ قتل کے ارتکاب پر بھی آمادہ ہو جاتے

ہیں۔اورایسی باتوں میں غضبناک ہو جاتے ہیں جن میں غصہ نہیں کیا جاتا۔اور جب روزے رکھتے ہیں اور قیام وریاضت کرتے ہیں یاجب وہ بڑی عمر تک پہنچ جاتے ہیں تو ان کی پہلی والی حالت کا معاملہ بدل جاتاہے،اور ان کے دلوں میں نرمی آتی ہے اور ان میں پاکدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔"

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے انسان کے اخلاقیات پر ماحول کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ بہت سارے اعمال کو انسان معاشرہ اور اردگرد کے لوگوں کی دیکھادیکھی اختیار کرکے ان کا اہتمام اور التزام کرتاہے،اوراگر اس ماحول اور معاشرہ کو بدل دیا جائے تواسے پرانی وہ وضع یاد بھی نہیں رہتی۔[24]

جب معاشی عدل نہ ہو معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو مادی لحاظ بھی سوسائٹی برباد ہو جاتی ہے اور اچھے اخلاق بھی رخصت ہو جاتے ہیں۔شاہ صاحب نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "فلماکثرت هذه الاشغال تشبع فی نفوس الناس هیات خسیسة واعرضواعن الاخلاق الصالحة"۔[25] (ترجمہ):یعنی امراء عیاشیاں شروع کردیتے ہیں اور غرباء چاپلوسیوں میں لگ جاتے ہیں ،اور کثرت کے ساتھ ایسے اعمال کا صدور ہوتا رہتاہے، نتیجتاً لوگوں کے قلوب اور نفوس گندی شکلوں سے بھر جاتے ہیں اوراچھے اخلاق سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ان عبارات سے واضح طور پر معلوم ہورہاہے کہ معاشی اونچ نیچ اور اقتصادی بدحالی عوام کی اخلاق کو پست اور برباد کردیتے ہیں،یہ تو ممکن ہے کہ بعض افراد پختہ اخلاق اور مضبوط کردار کے حامل ہو جن پر معاشی بدحالی کا کوئی اثر پڑنے والا نہ ہو،اس کی بیسوں مثالیں ملتی ہیں لیکن مجموعی طور پر سوسائٹی کے افراد کے اخلاق پر اقتصادی بدحالی اثرانداز ہو جاتی ہے۔

اعمال واخلاق پر اقتصادیات کے اثرات:

بنیادی ضرورتوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے،ان میں اگر توازن نہ رہی اور افراد کی یہ ضروریات پوری نہ ہوں تو انسان کے اعمال پر برا اثر پڑتاہے۔مثال کے طور پر انسان کو اگر دو وقت کا کھانا نہ ملے تو وہ الجھنوں کا شکار ہو جاتاہے،اور وہ طرح طرح کے خیالات کا شکار ہو جاتاہے اور شیطان کو اس کے دل پر غلبہ حاصل ہو جاتاہے۔ نتیجتاً وہ حیوانیت کا شکار ہو کر کھانا حاصل کرنے کے لئے کسی قانون اور کسی معاشرتی اصول کی پابندی نہیں کرے گا۔یہی حال لباس کا بھی ہے اگر انسان اچھا اور خوبصورت لباس پہنتاہے تو وہ ہشاش بشاش رہتاہے اس کی فیلنگز جدا ہوتی ہیں۔اور اگر کمزور لباس پہنتاہے تو اس کی ذہنی کیفیت اور فیلنگز جدا ہوتی ہیں۔اس لئے

شاہ صاحب رحمہ اللہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام انسانوں کی بنیادی ضرورتیں ہر حال میں پوری ہونی چاہئے،اس میں ان کو کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔[26]

انبیاء کرام علیہم السلام اور معاشی اصلاح:

شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی لوگوں میں بعثت کا ایک خاص مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان راستوں اور طریقوں کی اصلاح فرمائیں جن پر چل کر انسان اپنے خالق حقیقی کے ساتھ عبودیت اور معرفت کے رشتہ کو مضبوط اور مستحکم بنا سکے۔لیکن چونکہ اقتصادیات اور ماحولیات کا اخلاقیات اور مذہبیات کے ساتھ ایک گہرا ربط بھی ہے اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام لازمی طور پر معاشی،اقتصادی اور معاشرتی امور کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔جیسے کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں: " فاعلم ان اصل بعثة الانبياء وأن كان لتعليم وجوه العبادات وأولا و بالذات لكنه قد تنضم مع ذالك ارادةً اخمال الرسوم الفاسدة والحث على وجود من الارتفاقات ۔[27](ترجمہ):یاد رکھوں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں بنیادی طور پر عبادات وغیرہ کے طریقوں کو سکھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔مگر وقتاً فوقتاً اور گاہے گاہے رسومات فاسدہ کی بیخ کنی اور ارتفاقات صالحہ (یعنی مفید اجتماعی اداروں) کو قائم کرنے کی ترغیب بھی ان کے مشن اور کاز کا حصہ ہوتا ہے۔"

پیغمبر اسلام اور ارتفاقات کی اصلاح:

ایک مقام پر شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ معاشرے کو جاہلیت کے زمانے کی بے اعتدالیوں اور اقتصادی اور معاشی تفریط اور افراط سے نکال کر اعتدال پر گامزن کریں۔اس زمانے میں دنیا کے ایک بڑے حصے پر چونکہ روم اور ایران کا سکہ چل رہا تھا اور حالت یہ تھی کہ یہ دونوں حکومتیں معاشی طور پر پر تکلف نظام زندگی اور عدم توازن کا شکار ہو چکی تھیں۔اس لیے ان ظالمانہ نظام ہائے زندگی کی اصلاحات بھی آپ کی تشریف آوری کے مقاصد میں شامل تھی۔اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: " والأقاليم الصالحة لتولد الامزجة كانت مجموعة تحت ملكين كبيرين يومئذ أحدهما كسرىٰ وكان متسلطاًعلى العراق واليمن و خراسان وما وليها وكانت ملوك ماورا ء النهر والهند تحت حكمه يجى اليه منهم الخراج كل سنة والثانى قيصر و كان متسلطاً على الشام والروسية وما وليهما وكان ملوك مصر والمغرب والافريقية تحت حكمه يجيء اليه منهم الخراج وكان كسردولة مزين الملكين والتسلط على ملكهما يمرلها لغلبه على جميع الارض وكانت عاداتهم في الترفة سارية في جميع البلاد التي هى تحت حكمهما وتغير تلك العادات وصدهم عنها الى تشبيه جميع البلاد۔[28](ترجمہ):جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ اقالیم صالحہ جن کے مزاجوں میں اعتدال پیدا ہونے کی صلاحیتیں تھیں وہ دو بڑے شہنشاہوں کے تحت تھیں۔ایک ان میں سے کسری تھا جو عراق،یمن،خراسان اور ان کے نزدیک علاقوں پر قابض تھا۔ہندوستان اور ماوراء النہر کے لوگ اس کے تحت ہوتے تھے اور ہر سال ان کو خراج وغیرہ ادا کر دیتے تھے۔دوسرا قیصر تھا جو روم شام اور اس کے قریبی علاقوں پر قابض ہوتا تھا۔مغرب،مصر اور افریقہ کے بادشاہ اس کے ماتحت ہوتے تھے۔اور وہ اسے خراج ادا کرتے تھے۔ان دونوں حکمرانوں کی شان اور شوکت کو توڑ دینا اوران سے حکومتوں کو چھین کر ان کے علاقوں پر قبضہ حاصل کر لینا ایسا ہی تھا

جیسے پورے روئے زمین پر قبضہ کرلینا۔ ان دونوں ممالک کے ماتحت ممالک بھی پر تعیش نظام زندگی گزارنے کے خوگر تھے۔ اس وجہ سے ان دونوں بڑی طاقتوں کی اصلاح کرنا حقیقت میں ان کے ماتحت تمام ممالک کی اصلاح تھی۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایران و روم کے ظالمانہ اور مسرفانہ نظاموں کے خاتمے کا واحد حل یہ تھا کہ ان نظاموں کے مراکز کو برباد کر کے مکمل آپریشن کیا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: " فلما عظمت المصيبة واشتدت هذا المرض سخط عليهم الله والملكة المقربون وكان رضاء الله في معالجة هذا المرض بقطع مارته فبعث نبيا امياً صلى الله عليه وسلم لم يخالط العجم والروم ولم يترسم برسومهم وجعله ميزاناً يعرف به الهدى الصالح المرضى وانطقه بزم عارات الاعاجم وقبح الاستقراق في الحياة الدنيا والاطمئنان بها و نفث في قلبه ان يحرم عليهم رؤوس ما اختاره الاعاجم و تباهوا بما كلبس الحرير والقسي والارجوان واستعمال اواني الذهب غير المقطع والثياب المصنوعة فيما الصور و ترويق البيوت۔[29] (ترجمہ):"جب عیش و عشرت کی یہ مصیبت درد سر بن گئی اور بیماری بڑھتی گئی تو اللہ تعالیٰ اور مقربین فرشتے ان لوگوں سے ناراض ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور ہوئی کہ بیماری کی تشخیص کر کے اس کے مادہ کو کاٹ پھینک کر علاج کیا جائے تو اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک امی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جس کا روم اور عجم کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا نہ وہ ان کی رسومات کا پابند تھا اللہ تعالیٰ نے اس نبی امی کو ایک میزان (ترازو) بنایا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقوں کو واضح طور پر معلوم کیا جا سکتا تھا۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے عجمیوں کی عادات واطوار کی مزمت فرمائی اور دنیا کی زندگی پر اطمینان اور استغراق کی برائی ظاہر کروائی اور اس کے قلب میں الہام کیا کہ وہ ان ساری چیزوں کو حرام اور ناجائز ٹھہرائے جو عجمیوں کی عادات بن چکی تھیں جن پر یہ اہل عجم فخر کرتے رہے۔ مثلاً رنگارنگ، ریشمی قیمتی لباس کو پہننا، سونا اور چاندی کے برتنوں کا استعمال، سونے کے زیورات، منقش اور مصور کپڑے، اور نقش و نگار والے عمارات وغیرہ۔ آگے جا کر شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:" وبالجملة فلما اراد الله تعالیٰ اقامة العلة العوجاء وان يخرج للناس امة تامرهم بالمعروف وتنهاهم عن المنكر ونظير رسومهم الفاسدة كان ذا لک موقوفاً علیٰ زوال دولة يزين متيسراًبالتعرض لحالهما فان حالهما الأقاليم الصالحةاويكاديسرى فقضى الله بزوال دولتهماواخبرى النبى ﷺبان هلك كسرى فلا كسرىٰ بعده و هلك قيصرفلا قيصر بعده -و نزل الحق الوامع لباطل جميع الارض في مخ باطل العرب بالنبي صلى الله عليه وسلم وصحابه و رمع باطل هذين الملكين بالعرب ورمخ سائر البلاد بعلتها "۔[30] (ترجمہ): العرض جب اللہ کو منظور ہوا کہ ملک وملت کی کجی کو ختم کر دیں اور ایک ایسے گروہ کو وجود دیں جو ان لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہے اور برائی سے روکتے رہے، اور ان کی غلط رسومات کی اصلاح کر دیں۔ اور یہ مقصود تب حاصل ہو سکتا تھا جب ان دونوں بڑے سلطنتوں کے ساتھ تعرض کر کے زائل کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ بات بعید نہیں تھی کہ ان دونوں سلطنتوں کا اثر ونفوذ تمام بلاد صالحہ میں سرایت کر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سلطنتوں کے ضیاع اور زوال کا فیصلہ فرمایا۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبر دی کہ إذا هلك كسرى، فلا كسرى بعده، وإذا هلك قيصر، فلا قيصر بعده[31]کہ کسریٰ ہلاک ہوا اور اس کسریٰ کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر ہلاک ہوا اور اس قیصر کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور حق نازل (اور ثابت) ہوا جو تمام روئے زمین سے باطل کو مٹانے دینے والا ہے۔ اور یہ بات اس طرح ثابت ہوئی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اورآپ کے وفادار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ذریعے اللہ تعالی نے عرب کا باطل مٹادیا اوران عربوں کے ذریعے ان دونوں مضبوط سلطنتوں کو نست ونابود کر دیا۔ اور اسی میں باقی ممالک کی اصلاح کاراز بھی مضمر تھا۔

حلال مال ودولت ایک عظیم نعمت ہے:

شاہ صاحب فرماتے ہیں:"ومنها الجود و ذالك لان حب المال وحب امساكه ربما يملك القلب ويحيط به من جوانبه فاذا قدرعلى الفاقة ولم يجر له بالأفهو الجور وليس الجور اضاعة المال وليس المال مبغضاًلعينه فانه نعمة كبيرة - قال صلى الله عليه وسلم اتقوا الشح فان الشح اهلك من قبلكم حملهم على أن سفكوادماء هم واستحلوا۔حاربهم"۔[32](ترجمہ):اورایک صفت ان صفات میں سے جود اور سخاوت بھی ہے۔کیونکہ مال اور اس کو جمع کرنے کی محبت بعض اوقات دل پر حاوی ہو جاتی ہے اور اس کو گھیر لیتی ہے۔اور جب خرچ کرنے پر قادر ہو جائے تو اور مال کے آنے جانے کی پروانہ رکھے تو بس یہی سخاوت ہے۔اور سخاوت کا مطلب مال کو ضائع کرنا نہیں ہے۔اور مال فی ذاتہ بری چیز نہیں ہے، کیونکہ یہ فضل اور ایک بڑی نعمت ہے۔ جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: کہ بخل سے خود کو بچاؤ اس لئے تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے ہلاک کیا۔ بخل ہی نے ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ دوسروں کا خون بہائیں اور ذی محرموں کو حلال قرار دیں۔

معاشی انحطاط سے بچنے کے اصول:

وہ تمام امور جن سے معاشی عدم توازن پیدا ہو رہا ہو، شاہ صاحب ان سے بچنے کی تلقین اور ان کی روک تھام پر زور دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:"اعلم ان النبى صلى الله عليه وسلم نظر الى عادات العجم وتعمقاتهم فى الاطمنان بلذات الدنيافحرم روسهاواصولهاوكره مادون مادون ذالك۔[33](ترجمہ):"جان لو کہ نبی کریم ﷺ نے عجم کی عادات اور دنیاوی لذات کے حصول کے لئے وہ جن امور میں دلچسپی لیتے تھے ان میں غور کیا، اور ان کی بنیادوں کو بالکل ناجائز قرار دیا اور ان کے بعد دوسرے درجہ کے امور کو ناپسند قرار دیا۔" اس عبارت میں احکام شرعیہ کی حرمت اور حلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل نکات کو معاشی انحطاط سے بچانے اور معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے مد نظر رکھا جاسکتا ہے:

1) **مستقل احتساب:** شاہ صاحب بگڑی ہوئی معیشت کو ٹھیک کرنے کے لئے ایک مؤثر اصول یعنی مسلسل احتساب پیش کرتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ جو چیزیں خود تو حرام نہ ہوں مگر حرام اور ظالمانہ امور کا باعث بن رہے ہوں ان کو بھی کنٹرول کرنا لازمی ہیں۔ "ومنهاانه اذاامر بشئ حتماً اقتضى ذالک ان يرغب فى مقدماته ودواعيه واذانهى عن شئ حتماً اقتضىٰ ذالک ان يصد ذرائعه ويخمل دواعيه ---ولماكان شرب الخمر اثماً وجب ان يقبض على ايدى العصارين وينهى عن الحضور على المائدة التى فيها الخمر ولماكان القتال فى الفتنة اثماً وجب عن بيع السلاح فى الفتنة"۔[34] (ترجمہ):اور استنباط کے اصول میں سے ایک یہ ہے کہ جب کسی فرض مؤکد کے طور پر کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو یہ لازمی ہے کہ اس کے مقدمات اور دواعی پر بھی عمل کرنے کی ترغیب دلائی جائے۔ بالکل اسی طرح اگر کسی کام کو حرام قرار دیا جائے تو اس کے ذرائع اور اسباب کو بھی مسدود کر دیئے جائے۔ مثلاًشراب کا پینا منع تھا اس لئے ضروری تھا کہ کشید شراب کا پیشہ بھی حرام قرار دیا جائیں اور جس دعوت میں شراب کا دور دورہ ہو اس میں بھی شرکت کرنے سے روکا

جائے۔اسی طرح فتنہ اور فساد کے وقت میں اسلحہ کی خرید وفروخت پر بھی پابندی ہو۔اس عبارت کا حاصل بھی یہ ہوا کہ حرام اور ممنوع افعال پر کھڑی نظر رکھی جائے اور احتسابی عمل مسلسل جاری رکھا جائے۔اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ معاشرہ نہ صرف ممنوع افعال سے پاک ہو گا بلکہ ان کے دواعی اور محرکات سے بھی پاک ہو گا۔

2) **ظلم وجبر کا روک تھام:** شاہ صاحب ظالمانہ نظام کے خلاف اقدامات اختیار کرنے پر زور دیتا ہے، کیونکہ بعض لوگ اور بعض نظامیں صرف اور صرف زبانی نصیحتوں سے راہ راست پر نہیں آتے بلکہ ان کے لئے سخت اقدامات اٹھانے پڑھتے ہیں۔ایسی حالات میں پارسا لوگوں کی صلح پسندی اور خاموشی ان لوگوں کے عزائم کو مزید تقویت دیتی ہے۔چنانچہ شاہ صاحب ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کرنے اور ہتھیار اٹھانے کو ضروری سمجھتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں: "فیجی ء فجرة القوم فیقتدون بھم وینصرونھم ویبذلون السعی فی اشاعة ذالک ویجی ء قوم لم یخلق فی قلوبھم میل قوی الی الاعمال الصالحة ولاالی اضدادھا فیحملھم مایرون من الرؤساء علی التمسک بذالک وربمااعیت بھم المذاھب الصالحة ویبقی قوم فطرتھم سویة فی اخریات القوم لایخالطونھم ویسکتون علی غیظ فتنعقد سنة سیئة وتتاکد ویجب بذل الجھد علی اھل الراء الکلیة فی اشاعة الحق وتمشیته واخمال الباطل ،وصدہ رفبما لمیکن ذالک الابمخاصمات او مقاتلات فیعد کل ذالک من افضل اعمال البر"۔[35] (ترجمہ): کچھ ظالم اور بد معاش لوگ ہوتے ہیں پھر کچھ فاجر لوگ آجاتے ہیں، جو ان ظالموں کی پیروی کرتے ہیں، اوران کے مددگار بن جاتے ہیں، اور ان کے غلط طریقوں کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں جو سراسر ظلم ہوتا ہے۔پھر ایک خالی الذھن نسل آتی ہے، جو نہ ہی اچھے ہوتے ہیں اور نہ ہی برے ہوتے ہیں۔لیکن بد کرداروں کو دیکھ دیکھ کر ان میں برائی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔بعض اوقات ان لوگوں کی اصلاح کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، تاہم ان میں کچھ لوگ سلیم الفطرت ہوتے ہیں، وہ ان سے میل نہیں کھاتے، تو وہ خاموش رہتے ہیں۔تو ایسے وقت میں جو لوگ عمومی مفادات اور آراء کلیہ کے نگران ہوتے ہیں ان پر لازم ہوتا ہے کہ حق بات اور نظام کی ترویج اور اشاعت کے لئے اور باطل کو روکنے اور اس کا راستہ بند کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔اکثر اوقات یہ کام بغیر مقابلوں اور جنگوں کے ممکن نہیں ہوتا، اور یہ اس وقت کے افضل ترین اعمال میں سے ہو گا۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ظلم کے خلاف جہاد کرنا جب وہ انتہاء پر ہو تو اس وقت اجر عظیم کا باعث ہو گا.

3) **عیاشانہ اور تکلفانہ تمدن سے پرہیز اور اجتناب:** شاہ صاحب قومی معیشت کے لئے عیاشانہ تمدن کو خطرہ سمجھتے ہیں، اور سادہ اور متوسط زندگی کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔آپ نے بادشاہوں اور وزراء کے نام ایک نصیحت نامہ لکھا اس میں معیشت کی تنزلی کے بارے میں یہ بھی لکھا: "آنکہ بادشاہ اسلام وامراء کبار بہ عیش حرام مشغول نہ شود، توبہ از گزشتہ توبة النصوح بجاآرند"[36] تاکہ اسلام کے بادشاہ اور امرا حرام کی لذتوں میں مشغول نہ ہوں، انہیں ماضی کی توبہ سے توبہ کرنی چاہیے۔"

4) **ترقیاتی منازل کا تعین:** ترقی اور تنزل کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رہتا ہے۔انحطاط اور ارتقاء کا آپس میں گہرا ربط ہوتا ہے۔اس لئے کسی معاشرہ کو سدھارنے کے لئے سب سے پہلے اس بات کا تعین کیجیے کہ وہ معاشرہ کس منزل پر ہے۔تو اسی کو ترقی دے کر اگلے مرحلے پر پہنچانا چاہئے۔اسی طرح اگر کوئی معاشرہ ارتقاق کے بلند مرحلے سے گر کر نیچے مرحلے پر آیا ہو تو اس کا صحیح

وجہ جاننا چاہئے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: فاذا بطل نظام الارتفاق الرابع مثلاً فصلاح الناس ان يتثبتوابالارتفاق لثالث بآدابه المتضمنه لكنه الارتفاق الرابع واصله من غير تمثال وانقسار وانعقاد صورة له كالاصلاح على سنة عادلة بينهم لوعصوهالثارت الفتنة واقتتلواوكان الباءس عليهم اشد مما توقعوالانفسهم وكذالک اذا بطل الارتفاق الثالث وجب التمسک بالارتفاق الثانی۔[37]

(ترجمہ): "اگر کسی معاشرے کا ارتفاق چہارم ٹوٹ جائے تو لوگوں کی بھلائی اس بات میں ہوتی ہے کہ ارتفاق چہارم کی باقیات کو محفوظ رکھتے ہوئے تیسرے ارتفاق کو مستحکم کرلیں۔ اگر ان لوگوں نے ارتفاق چہارم کے اصولوں کو ترک کردیا تو ان میں گھمسان کی لڑائیاں چڑھ جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی قوم نے تیسرے ارتفاق کو ترک کیا تو اس کی روح کو باقی رکھتے ہوئے ارتفاق دوم کو سختی کے ساتھ نافذ رکھنا لازم ہے"۔

5) **حسب وسائل ترقیاتی منصوبہ بندی:** شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ منصوبہ بندی ترقی کرنے کے لئے بنیادی چیز ہے۔ اور مصلحت کا تقاضہ یہی ہے کہ دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ترقی کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حالات پوری طرح ساتھ نہیں دیتے مگر اعلیٰ ارتفاق کے حصول میں توانائی کو صرف کیا جاتا ہے، جس کا کوئی نتیجہ نکلنے والا نہیں ہوتا۔ تو ایسے حالات میں منصوبہ بندی بہت ضروری ہوتی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں: وكذالک الرجل الامام بالطبع قد تبطل عنه الامامة امابجور جائر او بارتفاقات آخر۔۔۔فان كان فقيهاً فی كسبه انحدر الى الارتفاق الثانی وعاش الى ان ياتيه الامر وان لم يكن فقيهالم يزل يطمع فی الامامة وهی تهرب عنه حتى يهلک جوعاً واسى وكذالک الرجل الذى كسبه الجهاد ربما يجد آلات الجهاد ولم ينعقد الارتفاق عليه فان كان فقيهاًانحدر الى ماينا سب الارتفاق الثانی والا لم يزل يطمع فيهويهرب هو عنه الى ان يهلک اسىً وجوعاً ومن ضالةالحكيم البيت المشهور: اذا لم تستطيع امراً فدعه :وجاوزه الى ماتستطيع-[38]

(ترجمہ): کبھی کبھار ایک شخص جو فطرتاً قیادت کے جوہر سے مزین ہوتا ہے، اور اس کی حکومت یا قیادت کسی ظالم کی وجہ سے یا دوسرے اسباب کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے، پس وہ اگر سمجھ دار ہے تو دوسرے درجہ پر آجاتا ہے اور کسی موقع کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے، اور اگر وہ مدبر نہ ہو تو وہ پھر قیادت کے پیچھے لگ جاتا ہے اور وہ اس سے آگے دوڑتی ہے، یہاں تک کہ وہ بحالت حسرت ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مجاہد اگر اپنے پاس ہتھیار دیکھتا ہے لیکن مناسب حالات نہیں پاتا، تو اگر وہ مدبر ہو تو واپس دوسرے ارتفاق پر آجاتا ہے، اور اگر وہ سمجھ دار نہ ہو تو وہ اپنی خواہش کے پیچھے بھاگتا رہے گا اور بے موقع ہلاک ہو جائے گا۔ اور ایک حکیم کا شعر ہے کہ "اگر تم میں کسی کام کو سرانجام دینے کی قوت نہیں ہے تو اسے چھوڑ کر ایسا کام اختیار کرلو کہ جو تمہاری بس کے مطابق ہو"۔

اس عبارت میں ارتفاقات کے سلسلے میں نظم اور ضبط اور تدریج کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ایک سمجھدار شخص معاشرہ کو ترقی دینے کے لئے مناسب وقت اور حالات کا انتظار کرے گا۔ اور اگر وہ حالات کے جانچے اور پرکھے بغیر ہی اقدامات کرے گا تو انحطاط ہی مقدر رہے گا۔[39]

خلاصہ بحث

ایک خوشحال معاشرے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہاں بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں افراط اور تفریط سے کام نہ لیا گیا ہو بلکہ توازن قائم ہو۔ شاہ صاحب اس کو اعتدال کا نام دیتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ص65)

- اعتدال کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد کو بنیادی ضرورتیں بغیر کسی دقت اور مشکل کے حاصل ہو۔ ضرورت کے مطابق اچھی خوراک، موسم کے مطابق بہترین پوشاک اور رہنے کے لئے آرام دہ مکان کی سہولت ہر فرد کو حاصل ہو، اور آسانی سے اپنی من پسند نکاح کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔
- شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مختلف مقامات پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ انسان کی اخلاقی زندگی کا انحصار اس کی اقتصادی زندگی کے بہترین انتظام پر ہوتا ہے۔
- چونکہ اقتصادیات اور ماحولیات کا اخلاقیات اور مذہبیات کے ساتھ ایک گہرا ربط بھی ہے اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام لازمی طور پر معاشی، اقتصادی اور معاشرتی امور کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔ جیسے کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں: " فاعلم ان اصل بعثۃ الانبیاء وأن کان لتعلیم وجوہ العبادات وأولا و بالذات لکنہ قد تنضم مع ذالک ارادۃً اخمال الرسوم الفاسدۃ والحث علی وجود من الارتفاقات ۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص 260) (ترجمہ): یاد رکھوں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں بنیادی طور پر عبادات وغیرہ کے طریقوں کو سکھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ مگر وقتاً فوقتاً اور گاہے گاہے رسومات فاسدہ کی بیخ کنی اور ارتفاقات صالحہ (یعنی مفید اجتماعی اداروں) کو قائم کرنے کی ترغیب بھی ان کے مشن اور کاز کا حصہ ہوتا ہے۔"

معروضی نکات:

- جب اقتصادیات مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں تو معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے اور اسی کو ہم تعمیر اور تنظیم نو سے تعبیر کرتے ہیں۔
- انسان کی فارغ البالی اور خوشحالی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ان اشیاء اور حالات کے مواقع حاصل ہوں جو اس کو ذہنی، جسمانی اور روحانی ترقی سے نواز دیں۔ ان اشیاء اور حالات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
- جن اشیاء کا تعلق انسان کی بقاء سے ہو، وہ بنیادی ضرورتوں میں داخل ہیں، اور یہ تین بنیادی ضرورتیں سب سے پہلے اور ہر حال میں پوری ہونی چاہئے کھانا پینا، لباس اور مکان کی فراہمی۔ اگر کسی معاشرے میں یہ بنیادی ضروریات پوری نہ ہو تو وہاں کے لوگوں کی ذہنی کیفیت پست اور تہذیب اور اخلاق گر جاتے ہیں۔
- دوسری قسم ان اشیاء کی ہیں جن کا تعلق انسان کی نفسیاتی اور جسمانی صحت برقرار رکھنے کے ساتھ ہے۔ صحت مند غذا اور صحت مند پانی، مناسب اور خوبصورت لباس، خوش گوار گھر اور بہترین عمرانی تعلقات اس میں شامل ہیں۔
- شاہ صاحب قومی معیشت کے لئے عیاشانہ تمدن کو خطرہ سمجھتے ہیں، اور سادہ اور متوسط زندگی کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

- کسی معاشرہ کو سدھارنے کے لئے سب سے پہلے اس بات کا تعین کیجیے کہ وہ معاشرہ کس منزل پر ہے۔تو اسی کو ترقی دے کر اگلے مرحلے پر پہنچانا چاہئے۔اسی طرح اگر کوئی معاشرہ ارتقاق کے بلند مرحلے سے گر کر نیچے مرحلے پر آیا ہو تو اس کا صحیح وجہ جاننا چاہئے۔
- منصوبہ بندی ترقی کرنے کے لئے بنیادی چیز ہے۔اور مصلحت کا تقاضہ یہی ہے کہ دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ترقی کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے۔
- ظالمانہ نظام کے خلاف اقدامات اختیار کرنے ضروری ہوتے ہیں،کیونکہ بعض لوگ اور بعض نظامیں صرف اور صرف زبانی نصیحتوں سے راہ راست پر نہیں آتے بلکہ ان کے لئے سخت اقدامات اٹھانے پڑھتے ہیں۔
- شاہ صاحب کی عبارات سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ معاشی اونچ نیچ اور اقتصادی بدحالی عوام کے اخلاق کو پست اور برباد کر دیتے ہیں۔یہ تو ممکن ہے کہ بعض افراد پختہ اخلاق اور مضبوط کردار کے حامل ہو جن پر معاشی بدحالی کا کوئی اثر پڑنے والا نہ ہو،اس کی بیسوں مثالیں ملتی ہیں لیکن مجموعی طور پر سوسائٹی کے افراد کے اخلاق پر اقتصادی بدحالی اثرانداز ہو جاتی ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ معاشرے کو جاہلیت کے زمانے کی بے اعتدالیوں اور اقتصادی اور معاشی تفریط اور افراط سے نکال کر اعتدال پر گامزن کریں۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات و حواشی

1 اصفہانی، مفردات الفاظ القرآن ص672

Isfahani, Mufradat Alfaz al-Qur'an, p. 672

2 ابن منظور، لسان العرب، ج3، ص354

Ibn Manzur, Lisan al-Arab, Vol. 3, p. 354

3 احمد شرباصی، المعجم الاقتصادی الاسلامی ص36

Ahmad Sharabasi, Al-Mu'jam al-Iqtisadi al-Islami, p. 36

4 ماوردی، الاحکام السلطانیۃ ص203۔ماوردی، نصیحۃ الملوک، ص409

Al-Mawardi, Al-Ahkam al-Sultaniyya, p. 203

Al-Mawardi, Naseehat al-Muluk, p. 409

5 امام غزالی کیمیائے سعادت ص266

Imam Ghazali, Kimiya-e-Sa'adat, p. 266

6 ابن خلدون، کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر (المقدمہ) ج1، ص364

Ibn Khaldun, Kitab al-Ibar wa Diwan al-Mubtada' wa al-Khabar (Al-Muqaddimah), Vol. 1, p. 364

7 شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ ص169

A Research Study on the Economic Theories of Shah Waliullah, p. 169

8 شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ ص169

A Research Study on the Economic Theories of Shah Waliullah, p. 169

9 ڈاکٹر مقدس اللہ، پرائمری ڈیٹا، ذاتی مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا ہے (مقالہ نگار)

Dr. Muqaddas Allah, Primary Data, derived from personal observations and experiences (Author of the article)

10 ڈاکٹر مقدس اللہ، پرائمری ڈیٹا، ذاتی مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا ہے (مقالہ نگار)

Dr. Muqaddas Allah, Primary Data, derived from personal observations and experiences (Author of the article)

11 امام ترمذی، جامع الترمذی، 2417

Imam TiirmiZi Jami' at-Tirmidhi, 2417

12 سورت السبا، آیت نمبر15

Surah Saba, Ayah 15

13 سورۃالنحل: آیت نمبر114

Surah an-Nahl, Ayah 114

14 سورۃالبقرۃ، آیت نمبر:۱۷۲

Surah al-Baqarah, Ayah 172

15 سورۃالبقرۃ: آیت نمبر۱۶۸

Surah al-Baqarah, Ayah 168

16 سورۃالمؤمنون: آیت نمبر ۲۳/۵۱

Surah al-Mu'minun, Ayah 23/51

17 سورۃالزخرف: آیت نمبر:32

Surah az-Zukhruf, Ayah 32

18 سورۃالنبأ: آیت نمبر11

Surah an-Naba, Ayah 11

19 سورۃالجمعۃ: آیت نمبر10

Surah al-Jumu'a, Ayah 10

20 از مقالہ نگار

From the author's articl

21 ڈاکٹر محمد دین، شاہ ولی اللہ اور ان کے اقتصادی نظریات، ص،285، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، 1986ء

Dr. Muhammad Din, Shah Waliullah and His Economic Theories, p. 285, Taj Company Limited, Lahore, 1986

22 ڈاکٹر محمد دین، شاہ ولی اللہ اور ان کے اقتصادی نظریات، ص286-285،

Dr. Muhammad Din, Shah Waliullah and His Economic Theories, p. 286.285

23 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص86، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 86, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

24 ایضاً، ج1، ص99،

As above, Vol. 1, p. 99

25 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص106، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 106, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

26 ایضاً، ج1، ص106،

As above., Vol. 1, p. 106

27 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص260، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 260, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

28 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص291-292، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 291-292, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

29 ایضاً، ج1، ص264-265،

As above, Vol. 1, p. 264-265

30 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص292، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 292, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

31 الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ ، جامع الترمذی ،حدیث نمبر2216، المکتبۃ البشری ، کراچی، ۱۳۳۳

At-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa bin Surah, Jami' at-Tirmidhi, Hadith No. 2216, Al-Maktaba al-Bushri, Karachi, 1333

32 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج2، ص669، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 2, p. 669, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

33 ایضاً، ج1، ص189

As above, Vol. 1, p. 189

34 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص189، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 189, Kutub Khana Shan-e-Islam, Lahore, 2012

35 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص50

Shah Waliullah al-Dihlawi, Hujjat Allah al-Baligha, Vol. 1, p. 50

36 نظامی، خلیق احمد، شاہ ولی اللہ دھلوی کے سیاسی مکتوبات، ص43، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1950ء

Nizami, Khaleeq Ahmad, Shah Waliullah al-Dihlawi's Political Letters, p. 43, Idara Islamiat, Lahore, 1950

37 شاہ ولی اللہ دہلوی، البدور البازغہ، ص90، فصل فی بیان احقاق الارتفاقات الاربعۃ، مجلس علمی ڈابیل سورت، 1354ھ

Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Budur al-Bazigha, p. 90, "Chapter on the Rights of the Four Needs", Majlis Ilmi Dabel Surat, 1354 AH

38 شاہ ولی اللہ دہلوی، البدور البازغہ، ص90، فصل فی بیان احقاق الارتفاقات الاربعۃ،

"Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Budur al-Bazigha, p. 90, "Chapter on the Rights of the Four Needs

39 مولانا حسین محمد قریشی، شاہ ولی اللہ کا نظری معیشت اور عصر حاضر میں اس کی افادیت: ص204، طیب پبلشرز، لاہور، 2005ء

Maulana Hussain Muhammad Qureshi, Shah Waliullah's Economic Theory and its Relevance in the Modern Era, p. 204, Tayyib Publishers, Lahore, 2005